یہ حقیقت ہے

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای جعفر الهادی

مترجم : محمد منیر خان لکھیم پوری

مجمع جہانی اہل بیت ۲۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالم تاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے

لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں،یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوّتو رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچا دی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علاّم آقای شیخ جعفر الہا دی کاگرانقدر رسالہ ''الحقیقۃ کما ہی'' کو فاضل جلیل مولانا محمد منیر خان صاحب لکھیم پوری نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس رسالے کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

باہمی شناخت کی ضرورت

(وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا[1]) اور پھر تم میں شاخیں اور قبیلے قرار دئے ہیں تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو ۔ اسلام جب آیا تو لوگ آپس میں متفرق اور مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہی نہیں تھے بلکہ ایک دوسرے سے لڑائی، جھگڑے اور خون خرابے میں مبتلا تھے ،مگر اسلامی تعلیمات کے طفیل میںآپسی دشمنی اور ایک دوسرے سے اجنبیت کی جگہ میل جول اور عداوت کی جگہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور قطع تعلق کی جگہ قربت پیدا ہوئی ،او راس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملت اسلامیہ ایک عظیم امت کی شکل میں سامنے آئی ، جس نے (اس وقت) عظیم اسلامی تہذیب و تمدن کو پیش کیا ،اور اسلام سے وابستہ گروہوں کو ہر ظالم و جابر سے بچالیا ،اور ان کی پشت و پناہی کی ،جس کی بناپر یہ امت تمام اقوام عالم میں محترم قرارپائی ،اور سرکش جباروں کی نگاہوں میں رعب و دبدبہ اور ہیبت کے ساتھ ظاہر ہوئی ۔

لیکن یہ سب چیزیں نہیں وجود میں آئیں مگر امت مسلمہ کے درمیان آپس کا اتحادو وحدت اور تمام گروہوں کا باہمی ارتباط رکھنے کی بنا پر ،جوکہ دین اسلام کے سایہ میں حاصل ہوا تھا ،حالانکہ ان سب کی شہریت ، رائے ، ثقافت، پہچان ، اور تقلید الگ الگ تھی ، البتہ اصول و اساس، فرائض و واجبات میں اتفاق و اتحاد کافی حد تک موجود تھا،یقیناً وحدت قوت،اور اختلاف کمزوری ہے ۔بہرحال یہ مسئلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ باہمی جان پہچان اور آپسی میل جول کی جگہ اختلافات نے لے لی ، اور تفاہم کی جگہ ایک دوسرے سے منافرت آگئی ، اور ایک گروہ دوسرے گروہ کے بارے میں کفر کے فتوے دینے لگا ، اس طرح فاصلے پر فاصلے بڑھتے گئے، جس کی وجہ سے جو رہی سہی عزت تھی وہ بھی رخصت ہوگئی ،اور مسلمانوں کی ساری شان و شوکت ختم ہوگئی اور سارا رعب و دبدبہ جاتا رہا ، اورحالت یہ ہوئی کہ قیادت کی علمبردار قوم سرکشوں کے ہاتھوں ذلت و رسوائی اٹھانے پر مجبور ہوگئی، یہاں

---

[1] سورہ حجرات۱۳.

تک کہ ان کی نشو و نما کے دہانوں میں لومڑی اور بھیڑئے صفت افراد قابض ہوگئے یہی نہیں بلکہ ان کے گھروں کے اندر تمام عالم کی برائیاں،ملعون اشخاص اور نوع بشر کے مبغوض ترین افراد گھس آئے ، نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا سارا مال ومنال لوٹ لیا گیا ،اور ان کے مقدسات کی توہین ہونے لگی ، اور ان کی عزتیں فاسقوں و فاجروں کی مرہون منت ہوگئیں ،اور تنزلی کے بعد تنزلی ، انحطاط کے بعد انحطاط ، اور شکست کے بعد شکست ہونے لگی، کہیں اندلس میں شکست فاش، کہیں بخارا ، سمرقند، تاشقند ،بغداد ، ماضی اور حال میں، اور فلسطین اور افغانستان میں ہار پہ ہار کا سامنا کرنا پڑا ۔

اور حال یہ ہوگیا کہ لوگ مدد کیلئے بلاتے تھے لیکن کوئی جواب دینے والا نہ تھا ، فریاد کرنے والے تھے مگر کوئی فریاد رس نہ تھا ۔ ایسا کیوں ہوا ، اس لئے کہ مرض کچھ اور تھا اور اس کی دوا اور ، اللہ نے تمام امور کی باگ ڈور ان کے ظاہری اسباب پر چھوڑ رکھی ہے ،کیا اس امت کی اصلاح اس چیز کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی ہوسکتی ہے کہ جس سے ابتداء میں ہوئی تھی؟آج امت اسلام اپنے خلاف کئے جانے والے سماجی ، عقیدتی اوروحدت کے مخالف شدید اور سخت ترین حملہ سے جوجھ رہی ہے ، مذہبی میدانوں میں اندر سے اختلاف کیا جارہا ہے ،اجتہادی چیزوں کو اختلافی چیز کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے ،اور یہ حملہ ایسا ہے کہ اس کا ثمرہ اور اس کے (برے) نتائج ظاہر ہونے ہی والے ہیں ،کیا ایسے موقع پر ہم لوگوں کے لئے سزاوار نہیں کہ اپنی وحدت کی صفوں کو متصل رکھیں، اور آپسی تعلقات کو محکم اُستوار کریں ؟ ہم مانتے ہیں کہ اگر چہ ہمارے بعض مذہبی رسومات جدا جدا ہیں مگر ہمارے درمیان بیشتر چیزیں ایسی ہیں جو مشترک ہیں جیسے کتاب و سنت جو کہ ہمارا مرکز اور سر چشمہ ہیں وہ مشترک ہیں ، توحید و نبوت ، آخرت پر سب کا ایمان ہے، نماز و روزہ ،حج و زکاۃ ، جہاد ،اور حلال و حرام یہ سب حکم شریعت ہیں جو سب کیلئے مشترک ہیں ، نبی اکرمؐ اور ان کی آل سے محبت ، اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنا ہمارے مشترکات میں سے ہیں ، البتہ اس میں کمی یا زیادتی ضرور پائی جاتی ہے ، کوئی زیادہ محبت و دشمنی کا دعویٰ کرتا ہے اور کوئی کم ، لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک ہاتھ کی تمام انگلیاں آخر میں ایک ہی جگہ (جوڑ سے) جاکر ملتی ہیں ،حالانکہ یہ طول و عرض اور شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ، یا اس کی مثال ایک جسم جیسے ، جس کے اعضاء و

جوارح مختلف ہوتے ہوئے ہیں، مگر بشری فطرت کے مطابق جسمانی پیکر کے اندر ان میں ہر ایک کا کردار جدا جدا ہوتا ہے اور ان کی شکلوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ ایک ہی جسم کہلاتا ہے۔ چنانچہ بعید نہیں کہ امت اسلامیہ کی تشبیہ جو ''یدِ واحد''اور ایک بدن سے دی گئی ہے اس میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ سابق میں مختلف اسلامی فرقوں ا ور مذاہب کے علماء ایک دوسرے کیساتھ بغیر کسی اختلاف وتنازعہ کے زندگی گزارتے تھے، بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کیا کرتے تھے، حتیٰ بعض نے ایک دوسرے کی کلامیا فقہی کتابوں کے شرح تک کی ہے، اور ایک دوسرے سے شرف تلمذ حاصل کیا ،یہاں تک کہ بعض تو دوسرے کی تکریم کی بناپر بلند ہوئے، اور ایک دوسرے کی رائے کی تائید کرتے، بعض بعض کو اجازۂ روایت دیتے، یا ایک دوسرے سے اجازۂ نقل روایت لیتے تھے تاکہ ان کے فرقے اور مذہب کی کتابوں سے روایت نقل کر سکیں ، اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ،اور انھیں امام بناتے ، دوسرے کو زکاۃ دیتے، ایک دوسرے کے مذہب کو مانتے تھے، خلاصہ یہ کہ تمام گروہ بڑے پیار و محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے زندگی گزارتے تھے، یہاں تک کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ان کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں ہے ، جبکہ ان کے درمیان تنقیدیں اور اعتراضات بھی ہوتے تھے لیکن یہ تنقیدیں مہذب اور مؤدب انداز میں کسی علمی موضوعی رد ہوتی تھی ۔

اس کے لئے زندہ اور تاریخی دلیلیں موجود ہیں ،جو اس عمیق اور وسیع تعاون پر دلالت کرتی ہیں، مسلم علماء نے اسی تعاون کے ذریعہ اسلامی ثقافت اور میراث کو سیراب کیا ہے،انھیں چیزوں کے ذریعہ مذہبی آزادی کے میدان میں انھوں نے تعجب آور مثالیں قائم کی ہیں بلکہ وہ اسی تعاون کے ذریعہ دنیا میں قابل احترام قرار پائے ہیں ۔ یہ مشکل مسئلہ نہیں ہے کہ علمائے امت مسلمہ ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں، اور صلح و صفائی سے کسی مسئلے میں بحث و مباحثہ نہ کر سکیں، اور کسی اختلافی مسئلے میں اخلاص و صدق نیت کے ساتھ غور و خوض نہ کر سکیں، نیز ہر گروہ کی دلیلوں اور براہین کو نہ پہچان سکیں۔ جیسے یہ بات کتنی معقول اور حسین ہے کہ ہر فرقہ اپنے عقائد اور فقہی و فکری موقف کو آزادانہ طور پر اور واضح فضا میں پیش کرے ،تاکہ ان کے خلاف جو اتہام، اعتراض خصومت اور بیجا جوش میں

آنے کا جو امور سبب بنتے ہیں وہ واضح اور روشن ہوجائیں،اوراس بات کو سبھی جان لیں کہ ہمارے درمیان مشترک ،اور اختلافی مسائل کیا ہیں تاکہ اس سے لوگ جان لیں کہ مسلمانوں کے درمیان ایسی چیزیں زیادہ ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، اور ان کے مقابلہ میں اختلافی چیزیں کم ہیں، اس سے مسلمانوں کے درمیان موجود اختلاف کے فاصلے کم ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کے نزدیک آجائیں گے ۔ یہ رسالہ اسی راستہ کا ایک قدم ہے، تاکہ حقیقت روشن ہو جائے، اور اس کو سب لوگ اچھی طرح پہچان لیں ،بیشک اللہ توفیق دینے والا ہے ۔

فرقۂ امامیہ جعفریہ

۱۔ دور حاضر میں امامیہ فرقہ مسلمانوں کا ایک بڑا فرقہ ہے، جس کی کل تعداد مسلمانوں کے تقریباً ایک چوتھائی ہے، اور اس فرقہ کی تاریخی جڑیں صدر اسلام کے اس دن سے شروع ہوتی ہیں کہ جس دن سورہ بینہ کی یہ آیت نازل ہوئی تھی: (اِن الّذِین آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّالِحَاتِ اُولٰئِکَ ہُمْ خَیرُ البَرِیّۃِ[1]) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیا وہی بہترین مخلوق ہیں۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا ہاتھ علی ۔کے شانے پر رکھا اس وقت اصحاب بھی وہاں موجود تھے، اور آپ نے فرمایا '' :یا عَلِیّ اَنتَ وَ شِیعَتُکَ ہُمْ خَیرُ البَرِیّۃِ'' اے علی! تو اور تیرے شیعہ بہترین مخلوق ہیں ۔مذکورہ آیت کی تفسیر کے ذیل میں دیکھئے : تفسیر طبری (جامع البیان). در منثور ؛مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی. تفسیر روح المعانی ؛مؤلفہ آلوسی بغدادی شافعی. اسی وجہ سے یہ فرقہ - جو کہ امام جعفر صادق ۔ کی فقہ میں ان کا پیرو ہونے کی بنا پر ان کی طرف منسوب ہے- شیعہ فرقہ کے نام سے مشہور ہوا ۔

۲۔ شیعہ فرقہ کثیر تعداد میں ایران، عراق، پاکستان اور ہندوستان میں زندگی بسر کرتا ہے، اسی طرح اس کی ایک بڑی تعداد خلیجی ممالک ، ترکی، سیریا (شام)، لبنان، روس اور اس سے جدا ہونے ہونے والے جدید ممالک میں موجود ہے، نیز یہ فرقہ یورپی مالک جیسے انگلینڈ، جرمنی، فرانس اور امریکہ، اسی طرح افریقی ممالک، اور مشرقی ایشیا میں بھی پھیلا ہوا ہے، ان مقامات پر ان کی اپنی مسجدیں اور علمی، ثقافتی اور سماجی مراکز بھی ہیں ۔

۳۔ اس فرقہ کے افراد اگرچہ مختلف ممالک، قوموں اور متعدد رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کے ساتھ بڑے پیار و محبت سے رہتے ہیں، اور تمام آسان یا مشکل میدانوں میں سچے دل اور اخلاص کے ساتھ ان کا تعاون

[1] سورہ بینہ ، آیت : ۷.

کرتے ہیں،ا ور یہ سب اس فرمان خدا پر عمل کرتے ہوئے انجام دیتے ہیں: (اِنَّمَا المُوٴمِنُون اِخوَۃ[1])مومنین آپس میں بھائی ہیں ۔یا اس قول خدا پر عمل کرتے ہیں: (وَتَعاوَنُوا عَلَی البِرِّ وَالتَّقوٰی[2]) نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو ۔اور رسول اکرم کے اس قول کی پابندی کرتے ہوئے:ا۔ ''المسلمون ید واحد علی من سواہم'' مسلمان آپس میں ایک دوسرے کیلئے ایک ہاتھ کی طرح ہیں[3]۔یا آپ کا یہ قول ان کے لئے مشعل راہ ہے:

۲۔ ''المؤمنون کا لجسد الواحد '' مسلمان باہم ایک جسم کی مانند ہیں[4]۔

۴۔ پوری تاریخ اسلام میں دین خدا اور ملت اسلامیہ کے دفاع کے سلسلے میں اس فرقہ کا ایک اہم اورواضح کردار رہا ہے،جیسے اس کی حکومتوں اور ریاستوں نے اسلامی ثقافت اور تمدن کی ہمیشہ خدمت کی ہے

نیز اس فرقہ کے علماء اور دانشوروں نے اسلامی میراث کوغنی انےاور بچانے کے سلسلے میں مختلف علمی اور تجربی میدانوں میں جیسے تفسیر،حدیث،عقائد،فقہ،اصول،اخلاق،درایہ،رجال،فلسفہ،موعظہ،حکومت،سماجیات،زبانوادب،بلکہ طب اور فیزیکس

کیمیا،ریاضیات، نجوم،اوراس کے علاوہ متعدد حیاتیاتی علوم کے بارے میں لاکھوں کتابیں تحریر کرکے اس سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے،بلکہ بہت سے علوم کے موجد دانشور تو اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں[5]۔

۵۔ شیعہ فرقہ معتقد ہے کہ خدااحد و صمد ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اورنہ اسے کسی نے جنم دیا ہے،اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، اور اس سے جسمانیت، جہت، مکان، زمان، تغیر، حرکت، صعود ونزول وغیرہ جیسی صفات جو اس کی صفات کمال وجمال و جلال کے شایان و شان نہیں ہیں،ان کی نفی کرتا ہے۔

[1] سورۂ حجرات، آیت۱۰.
[2] مائدہ ، آیت ۲.
[3] مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۲۱۵.
[4] الصحیح البخاری ،ج ۱،کتاب الادب، ص ۲۷.
[5] دیکھئے : محمد صدر کی کتاب " تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلام؛ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ (۲۹،جلد) ؛ مؤلفہ آقا بزرگ طہرانی .کشف الظنون ؛مؤلفہ آفندی .معجم المؤلفین ؛ مؤلفہ عمررضا کحالہ .اعیان الشیعۃ ؛ مؤلفہ محسن امین عاملی.وغیرہ.

اور شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حکم اور تشریع (شریعت کا قانون بنانا) صرف اسی کے ہاتھ میں ہے، اور ہر طرح کا شرک چاہے وہ خفی ہو یا جلی ایک عظیم ظلم اور نہ بخشا جانے والا گناہ ہے ۔اور شیعوں نے یہ عقائد ؛عقل محکم (سالم) سے اخذ کئے ہیں، جن کی تائید و تصدیق کتاب خدا اور سنت شریفہ سے بھی ہوتی ہے ۔اور شیعوں نے اپنے عقائد کے میدان میں ان احادیث پر تکیہ نہیں کیا ہے جن میں اسرائیلیات (جعلی توریت اور انجیل) اور مجوسیت کی گڑھی ہوئی باتوں کی آمیزش ہے، جنھوں نے اللہ کو بشر کی مانند ماناہے، اوروہ اس کی تشبیہ مخلوق سے دیتے ہیں، یا پھر اس کی طرف ظلم و جور، اور لغو و عبث جیسے افعال کی نسبت دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالی ان تمام باتوں سے نہایت بلند و برتر ہے،یا یہ لوگ خدا کے پاک و پاکیزہ معصوم نبیوں کی طرف برائیوں اور قبیح باتوں کی نسبت دیتے ہیں ۔

۶۔شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا عادل اور حکیم ہے ،اور اس نے عدل و حکمت سے خلق کیا ، چاہے وہ جماد ہویا نبات ، حیوان ہو یا انسان، آسمان ہو یا زمین ، اس نے کوئی شئ عبث خلق نہیں کی ہے، کیونکہ عبث (فضول یا بیکار ہونا) نہ تنہا اس کے عدل و حکمت کے منافی ہے، بلکہ اس کی اس الوہیت سے بھی منافی ہے جس کا لازمہ یہ ہے کہ خداوند متعال کے لئے تمام کمالات کا اثبات کیا جائے ، اور اس سے ہر قسم کے نقص کی نفی کی جائے ۔

۷۔ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا وند متعال نے عدل و حکمت کے ساتھ ابتدائے خلقت ہی سے اس کی طرف انبیاء اور رسولوں کو معصوم بنا کر بھیجا ، اور پھر انھیں وسیع علم سے آراستہ کیا جو وحی کے ذریعہ اللہ کی جانب سے انھیں عطا کیا گیا ،اور یہ سب کچھ نوع بشر کی ہدایت اور اسے اس کے گمشدہ کمال تک پہنچانے کیلئے تھا تاکہ اس کے ذریعہ ایسی طاعت کی طرف بھی اس کی راہنمائی ہوجائے جو اسے جنتی بنانے کے ساتھ ساتھ پروردگار کی خوشنودی اور اس کی رحمت کا مستحق قرادیدے، اوران انبیاء و مرسلین کے درمیان آدم، نوح، ابراہیم ، عیسی، موسی اور حضرت محمد مصطفے ۲۲۲ سب سے مشہور ہیں ، جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، یا جن کے اسماء اور حالات سنت شریفہ میں ذکر ہوئے ہیں ۔

۸ ۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے ، اس کے اوامر کو نافذ کرے ، اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے قوانین پر عمل کرے وہ نجات یافتہ اور کامیاب ہے ، اور وہی مستحق مدح و ثواب ہے ، چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ، اور جس نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے اوامر کو نہیں پہچانا ، اور اللہ کے احکام کے بجائے دوسروں کے احکام کے بندھن میں بندھ گیا ، وہ مستحق مذمت اور ہلاک شدہ اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہے ، چاہے وہ قرشی سید ہی کیوں نہ ہو ، جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث شریف میں آیا ہے ۔

شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ثواب و عقاب ملنے کی جگہ روز قیامت ہے جس دن حساب و کتاب ، میزان و جنت و نار سب کے سامنے ہوں گے ، اور یہ مرحلہ برزخ اور عالم قبر کے بعد ہوگا ، نیز عقیدۂ تناسخ جس کے منکرین معاد قائل ہیں ، اس کو شیعہ باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ عقیدۂ تناسخ سے قرآن کریم اور حدیث مطہرہ کی تکذیب لازم آتی ہے ۔

۹ ۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء ومرسلین کی آخری فرد اور ان سب سے افضل نبی حضرت محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں ، جنھیں خداوند متعال نے ہر خطا اور لغزش سے محفوظ رکھا اور ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم قرار دیا چاہے وہ قبل نبوت ہو یا بعد نبوت ، چاہے تبلیغ کا مرحلہ ہو یا تبلیغ کے علاوہ کوئی اور کام ہو ، اور ان کے اوپر قرآن کریم نازل کیا ، تاکہ وہ حیات بشری کیلئے ایک دائمی دستور العمل قرار پائے ، پس رسول اسلام نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت کو صداقت و اخلاص کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیا ، اور اس اہم اور قیمتی راستے میں ہر ممکن کوشش کی ، شیعہ حضرات کے یہاں رسول اسلام کی شخصیت ، آپ کے خصوصیات ، معجزات اور آپ کے حالات سے متعلق سینکڑوں کتابیں موجود ہیں ۔

بطور نمونہ دیکھئے : کتاب '' الارشاد '' مؤلفہ شیخ مفیدؒ ۔ اعلام الوری ، اعلام الہدی ؛ مؤلفہ طبرسی ۔ موسوعہ (معجم) بحار الانوار ؛ مؤلفہ علامہ مجلسی ۔ اور موجودہ دور کی ، موسوعۃ الرسول المصطفی ؛ مؤلفہ حسن خاتمی ۔

۱۰۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم حضرت محمد مصطفی ﷺ پر جبرئیل امین کے ذریعہ نازل ہوا، جسے کچھ بزرگ صحابہ نے رسول اسلام حضرت محمد مطفی ﷺ کے دور نبوت میں ہی آپ کے حکم سے تدوین کیا، جن میں سر فہرست حضرت علی بن ابی طالب ۔ ہیں، ان حضرات نے بڑی محنت و مشقت کے ساتھ اس کو لفظ بہ لفظ بھی یاد کیا اور اس کے حروف و کلمات نیز سورے اور آیات کی تعداد بھی مشخص اور معین کر دی، اس طرح یہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل تک منتقل ہوتا آرہا ہے، اور آج مسلمانوں کے تمام فرقے رات و دن اس کی تلاوت کرتے ہیں، نہ اس میں کوئی زیادتی ہوئی اور نہ ہی کوئی کمی، یہ ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے، شیعہ حضرات کے یہاں اس بارے میں بھی متعدد چھوٹی اور بڑی کتابیں موجود ہیں[۱]۔

۱۱۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت علی ۔ کو تمام مسلمانوں کی رہبری کیلئے اپنا خلیفہ اور لوگوں کے لئے امام کے طور پر منصوب کیا، تاکہ علی، ان کی سیاسی قیادت اور فکری راہنمائی فرمائیں، اور ان کی مشکلوں کو حل کریں، اور ان کے نفوس کا تزکیہ اور ان کی تربیت کریں، اور یہ سب خدا کے حکم سے مقام غدیر خم میں رسول کی حیات کے آخری دور اور حج آخر کے بعد، ان مسلمان حاجیوں کے جم غفیر کے درمیان انجام پایا جو آپ کے ساتھ اسی وقت حج کر کے واپس آرہے تھے، جن کی تعداد بعض روایات کی بناپر ایک لاکھ تک پہنچتی ہے، اور اس مناسبت پر متعدد آیتیں نازل ہوئیں[۲]۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے علی ۔ کے ہاتھوں پر لوگوں سے بیعت طلب کی، چنانچہ تمام لوگوں نے علی کی بیعت کی اور ان بیعت کرنے والوں میں سب سے آگے مہاجرین و انصار کے بزرگ اور مشہور صحابہ تھے، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: کتاب ''الغدیر''، جس میں علامہ امینی نے مسلمانوں کے تفسیری اور تاریخی مصادر و مآخذ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

---

[۱] تاریخ قرآن ؛ زنجانی . التمہید فی علوم القرآن ؛ مؤلفہ محمد ہادی معرفت . وغیرہ وغیرہ .

[۲] (یا اَیُّہاالرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیکَ مِنْ رَبِّک وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النّاس)سورہ مائدہ ،آیت ۶۷ .دوسری آیت:یہ آیت بھی اسی سلسلے میں نازل ہوئی: (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ اْلِاسْلامَ دِیْناً)سورہ مائدہ ، آیت ۳ .(اَلْیَوْمَ یَءِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا، مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَاْ تَخْشَوْہُمْ وَاخْشَوْنِ)سورہ مائدہ ، آیت ۳ .نیز یہ آیت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے: (سَءَلَ سَاءِلٌ بِعَذَاْبٍ وَاْقِعٍ * لِلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہُ دَاْفِعٌ) سورہ معارج ، آیت ۲ .

۱۲۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ -رسول اکرم ﷺ کے بعد امام کی ذمہ داری وہی ہے جو نبی کی ہوتی ہے جیسے امت کی قیادت و ہدایت، تعلیم و تربیت، تبیین احکام اوران کی مشکلات کا حل کرنا، نیز سماجی اہم امور کا حل کرنا،لہذا یہ ضروری ہے کہ امام اور خلیفہ ایسا ہونا چاہیئے کہ لوگ اس پر بھروسہ اور اعتبار کرتے ہوں،تاکہ وہ امت کو امن و امان کے ساحل تک پہونچا جا سکے،پس امام تمام صلاحیتوں اور صفات میں نبی جیسا ہونا چاہیئے ، (جیسے عصمت اور وسیع علم)کیونکہ امام کے فرائض بھی نبی کی طرح ہوتے ہیں، البتہ وحی اور نبوت کے علاوہ ، کیونکہ نبوت حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ پر ختم ہوگئی،آپ ہی خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، نیز آپ کا دین خاتم الادیان،اور آپ کی شریعت خاتم الشرائع اور کتاب خاتم الکتب ہے،نہ آپ کے بعد کوئی نبی،اور نہ آپ کے دین کے بعد کوئی دین ،اور اسی طرح نہ آپ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت آئیگی۔ (شیعوں کے پاس اس میدان میں بھی متعدداور متنوع ضخیم اور فکری واستدلالی کتابیں موجود ہیں.)

۱۳۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امت کو سیدھی راہ پر چلانے والے معصوم قائد اور ولی کی ضرورت اس بات کی مقتضی اور طلبگار ہے کہ رسول کے بعد امامت اور خلافت کا منصب صرف علی پر ہی نہ ٹھہر جائے ،بلکہ قیادت کے اس سلسلے کو طویل مدت تک قائم رہنا ضروری ہے،تاکہ اسلام کی جڑیں مضبوط اور اس کی بنیادیں محفوظ ہوجائیں ،اور جو خطرات اس کے اصول اور قواعد ہی کو نہیں بلکہ ہر الٰہی عقیدے ،اور خدائی نظام کے سامنے منہ کھولے کھڑے ہیں ان سے اس کو بچایا جا سکے اور اس کے لئے تمام ائمہ (مختلف و متعدد دور میں امت کی رہبری کرکے اپنی سیرت، تجربات اور مہارت کا) ایسا عملی نمونہ اور پروگرام پیش کر سکیں جس کی مدد سے تمام حالات میں بعد میں چلتی رہی۔

۱۴۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی اکرم حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ نے اسی سبب اور اسی بلند پایہ حکمت کی بنا پر اللہ کے حکم کی خاطر علی ۔ کے بعد گیارہ امام معین فرمائے،لہذا حضرت علی ۔ کو ملاکر کل بارہ امام ہیں ،جیساکہ ان کی تعداد کے بارے میں نبی اکرم کی حدیثوں میں وضاحت کے علاوہ تذکرہ بھی ہے کہ ان سب کا تعلق قبیلہ قریش سے ہوگا،جیساکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں

مختلف الفاظ کے ساتھ اس مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ البتہ ان کے اسماء اور خصوصیات کا تذکرہ نہیں ہے: ۔

''۔۔۔عن رسول اللہ ﷺ؛ان الدین لایزال ماضیاً،قائماً،عزیزاً،منیعاً ماکان فیھم اثنا عشر امیراً اوخلیفۃ کلھم من قریش''

بخاری اور مسلم دونوں نے رسول خداؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا : بیشک دین اسلام اس وقت تک غالب، قائم اور مضبوط رہے گا جب تک اس میں بارہ امیر یا بارہ خلیفہ رہیں گے، یہ سب قریش سے ہوں گے ۔ (بعض نسخوں میں بنی ہاشم بھی آیا ہے ،اور کتب صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتب فضائل و مناقب و شعر و ادب میں ان حضرات کے اسماء بھی مذکور ہیں.)

یہ احادیث اگر چہ ائمہ اثنا عشر (جوکہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہم السلام ہیں) کے بارے میں پر نص نہیں ہیں لیکن یہ تعداد اسی پر منطبق ہوتی ہے جو شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں، اور اس کی کوئی تفسیر نہیں ہوسکتی مگر صرف وہی جو شیعہ کہتے ہیں[1]۔

۱۵۔ شیعوں کا جعفری فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) سے مراد حضرت علی ابن ابیطالب جو رسول کے چچا زاد بھائی اور آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا ۲۳۶ کے شوہر ہیں ۔اور حسن اور حسین ہیں(جو علیؑ و فاطمہؑ کے بیٹے اور سبط رسول اسلام ﷺ ہیں) ۔زین العابدین علی بن الحسین (السجاد) ۔

اس کے بعد : امام محمد بن علی (الباقر)امام جعفربن محمد (الصادق)امام موسی بن جعفر (الکاظم) امام علی بن موسی (الرضا) امام محمدبن علی (الجواد التقی)امام علی بن محمد (الہادی) امام حسن بن علی (العسکری)امام محمد بن الحسن (المہدی الموعود المنتظر) ۲۲۲ہیں[2]۔یہی وہ اہل بیت ہیں جنھیں رسول خدا ﷺ نے بحکم خدا، امت اسلام کاقائد قراروجعفرالصادق وابن جعفر::موسی،ویتلوہ علی السید اس کے بعد جعفر صادق اور ان کے بیٹے امام موسی کاظم ہیں ،اور ان کے بعد سید و سردار علی ہیں

---

[1] : خلفاء النبی؛ مؤلفہ حائری بحرانی

[2] بالتحقیق عرب و عجم کے(غیر شیعہ) ممتاز شعراء نے ایسے مفصل قصیدے کہے ہیں جن میں بارہ اماموں کے مکمل نام مذکور ہیں،جیسے ان شعراء کے: حصکفی، ابن طولون ، فضل بن روز بہان ، جامی ، عطار نیشاپوری ، مولوی کے قصیدے ، یہ سب مذہب امام ابوحنفیہ اور امام شافعی وغیرہ کے پیرو ہیں،یہاں ہم نمونہ کے طور پر ان میں سے دو قصیدے ذکر کررہے ہیں: ہلا قصیدہ جناب صکفی حنفی کا ہے جن کا شمار چھٹی صدی ہجری کے علماء میں ہوتا ہے ، کہتے ہیں : حیدرۃوالحسنان بعدہ ::ثم علی وابنہ محمداول(امام علی) حیدر اور اس کے بعد ان کے بیٹے امام حسن اور حسین ہیں.

.اعنی الرضاثم ابنہ محمد :: ثم علی وابنہ المسدد جنھیں امام رضا کے نام سے جانا جاتا ہے،آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد (تقی) پھر علی،اور ان کے راست گو بیٹے. الحسن التالی ویتلوتلوہ :: محمد بن الحسن المعتقد یعنی حسن (عسکری) ہیں،اور ان کے فوراً بعد آپ کے بیٹے امام محمد (مہدی آخر الزمان) ہیں،انہی حضرات کے بارے میں عقیدہ رکھتی ہے.

قوم ہم ائمتی وسادتی :: اسمائہم مسرودلاتطرد ایک قوم؛یہی میرے امام اور سردار ہیں، جن کے اسماء باہم ایسپیوستہ ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی جھوڑا نہیں جا سکتا . ہم حجج اللہ علی عبادہ :: وہم الیہ منہج ومقصد وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں، اور وہ اس تک پہنچنے کا راستہ اور مقصد ہیں .

ہم النہار صوم لربہم ::وفی الدیاجی رکع وسجد وہ دنوں میں اپنے رب کیلئے روزے رکھتے ہیں،رات کی تاریکیوں میں رکوع اور سجدے میں دیا،کیونکہ یہ تمام خطاؤں اور گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں،یہی حضرات اپنے مشغول رہتے ہیں .

دوسرا قصیدہ جناب شمس الدین محمد بن طولون کا ہے جن کا دسویں صدی ہجری کے علماء میں شمار ہوتا ہے، کہتے ہیں : علیک با لائمۃ الاثنی عشر :: من آل البیت المصطفی خیرالبشرتم بارہ اماموں سے وابستہ رہو، جو کہ مصطفے خیر البشر کی آل ہیں .ابو تراب حسن حسین :: وبغض زین العابدین شین ابو تراب (علی) حسن، حسین اور زین العابدین کا بغض برا ہے .

محمد الباقرکم علم دری :: والصادق ادع جعفراً بین الوری محمد باقر جنھوں نے علم کے کتنے ہی باب کوکھولے، اورصادق ہیں جنھیں جعفر کے نام سے دنیا میں پکارو . موسی ہوالکاظم وابنہ علی :: لقبہ بالرضا وقدرہ علی موسی جو کہ کاظم ہیں، اور ان کے بیٹے علی جن کا لقب رضا ہے، اور ان کی قدر و منزلت بلند ہے.

محمد التقی قلبہ معمور *علی النقی درہ منثور محمد تقی ہیں جن کا دل اسرار الٰہی سے معمور ہے، اور علی نقی ہیں جن کی خوبیاں چاروں طرف پھیلی ہوئیں ہیں. والعسکری الحسن المطہر :: محمد المہدی سوف یظہر اور حسن عسکری پاک و پاکیزہ ہیں، اور امام محمد مہدی ہیں جو عنقریب

ظاہر ہوں گے ۔دیکھئے : کتاب ''الائمۃ الاثنا عشر '' مؤلفہ مؤرخ دمشق شمس الدین محمد ابن طولون متوفی۹۵۳ ھ ، تحقیق: ڈاکٹر صلاح الدین المنجد، مطبوعہ: بیروت ، لبنان ۔ جد کے وسیع علم کے وارث ہیں، ان کی مودت اورپیروی کا حکم دیا گیاہے ،جیساکہ خدا نے ارشاد فرمایا : (قُلْ لاَاَسْءَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراًاِلَّاالْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ[1]) اے رسول آآپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سےمحبت کرو ۔

(یااَیُّہاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصَّادِقِیْنَ[2]) اے ایماندارو!تقوی اختیار کروا ور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ ۔دیکھئے : کتب حدیث و تفسیر،اور فضائل میں فریقین کے نزدیک جو صحیح اوردوسری کتابیں ہیں.

۱۶۔ شیعہ جعفری فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ ائمہ اطہار وہ ہیں جن کے دامن پر تاریخ نہ ان کے کوئی لغزش لکھ سکی اور نہ کسی خطا کا دھبہ ثابت کر پائی، نہ قول میں اور نہ عمل میں،انھوں نے اپنے وافر علوم کے ذریعہ امت مسلمہ کی خدمت کی ہے ،اور اپنی عمیق معرفت، سالم فکر کے ذریعہ ؛ عقیدہ و شریعت ،اخلاق و آداب، تفسیر و تاریخ اور مستقبل کے لائحہ عمل کو صحیح جہت عطا کی ہے،اور ہر میدان میں اسلامی ثقافت کو محفوظ کردیا ہےجیسے انھوں نے ــ

اپنے قول اور عمل کے ذریعہ -چنداایسے منفردا ور ممتاز ،نیک سیرت اورپاک کردارمردوں اور عورتوں کی تربیت کی ہے، جن کے فضل و علم ،اور حسن سیرت کے سب لوگ قائل ہیں۔اور شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگرچہ (یہ بہت افسوس کا مقام ہے کہ) امت اسلامیہ نے ان کو سیاسی قیادت سے دور رکھا، لیکن انھوں نے پھر بھی عقائد کے اصولوں اور شریعت کے قواعد و احکام کی حفاظت کرکے اپنی فکری اور اجتماعی ذمہ داری کو بہترین طریقہ سے ادا کی ہے ۔ چنانچہ ملت مسلمہ اگر انھیں سیاسی قیادت کا موقع دیتی جسے رسول اسلام نے خدا کے حکم سے ان کو سونپا تھا ،تو یقیناً اسلامی امت سعادت و عزت اور عظمت کاملہ حاصل کرتی،اور یہ

---

[1] سورۂشوری ، آیت ۲۳.
[2] سورۂتوبہ ، آیت ۱۱۹ .

امت متحد و متفق، متوحد رہتی،اور کسی طرح کا شقاق، اختلاف، نزاع، لڑائی، جھگڑا، کشت و کشتار اور ذلت و رسوائی نہ دیکھنا پڑتی ۔اس سلسلے میں کتاب ''الامام الصادق والمذاہب الاربعۃ''کی تین جلدی،اور دوسری کتابیں دیکھئے۔

۱۷۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مذکورہ وجہ اور عقائد کی کتابوں میں پائی جانے والی نقلی و عقلی کثیر ادلہ کی بنا پر کہ اہل بیت کی اتباع واجب ہے،اور ان کے راستے اور طریقے کو اپنانا ضروری ہے، کیونکہ انھیں کا طریقہ وہ طریقہ ہے جسے امت کیلئے رسول نے معین فرمایا ، اور ان سے تمسک کرنے کا حدیث ثقلین (جو متواتر ہے)حکم دیتی ہے ،جیساکہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے : ''انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی ماان تمسکتم بہما لن تضلواابداً '' جسے صحیح مسلم اور دیگر دسیوں مسلم علماء و محدثین نے ہر صدی میں نقل کیا ہے ،دیکھئے : رسالۂ حدیث ثقلین ؛(مؤلفہ وشنوی)جس کی تصدیق ازہر شریف نے ۳۰ سال قبل کی تھی۔ اور گزشتہ انبیاء کی حیات میں بھی خلیفہ اور وصی بنانے کا یہی معمول تھا ۔دیکھئے : اثبات الوصیۃ؛ مؤلفہ مسعودی،او رفریقین کی دیگر کتب احادیث و تفسیر و تاریخ.

۱۸۔جعفری شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امت اسلامیہ (اللہ اس کو عزیز رکھے) پر یہ واجب ہے کہ وہ ان امور میں تحقیق اور بحث و مباحثہ کرے لیکن کسی پر سب و شتم ،الزام و اتہام،اور کسی کو ڈرائے اور دھمکائے بغیر،اور تمام اسلامی فرقوں کے علماء و مفکرین پر لازم ہے کہ وہ علمی اجتماع میں شرکت کریں،اور صفاء و اخلاص کے ساتھ گفتگو کریں،اور اپنے شیعہ مسلمان بھائیوں کے ان نظریات پر غور و خوض کریں جن پروہ قرآن، صحیح متواتر سنت،تاریخی محاسبہ (دلائل)اور رسول او رآنحضرت کے بعدکے سیاسی و سماجی پس منظر کے مطابق،استدلال پیش کرتے ہیں۔

۱۹۔ اور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صحابہ اور جو لوگ رسول کے ساتھ تھے چاہے وہ عورت ہوں یا مرد،انھوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے، نشر اسلام کی راہ میں اپنی جان و مال کی قربانی دی ہے ، لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا احترام کریں،اور ان کی

گرانقدر خدمات کا اعتراف کریں۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ تمام صحابہ (بطور اطلاق)عادل تھے،اور ان کے بعض اعمال یا نظریات،تنقید او ر اعتراض سے مافوق ہیں،کیونکہ صحابہ بھی بشر ہیں اور ان سے بھی غلطی اور بھول چوک ہوتی ہے، چنانچہ تاریخ میں یہ بات موجود ہے کہ ان میں سے بعض حضرات راہ مستقیم سے دور ہوگئے تھے، یہاں تک کہ کچھ لوگ خود آنحضرت ﷺ کے دور میں ہی آپ کے راستے سے دور ہوگئے ، بلکہ قرآن مجید نے اپنی بعض آیات اور سوروں میں جیسے سورۂ منافقین، احزاب، حجرات، تحریم ،فتح، محمد اور توبہ میں اس بات کی تصریح کی ہے ۔

لہٰذا ان بعض صحابہ حضرات کے اعمال پر جائز اور مہذب انداز میں تنقید کرنا ہرگز کفر کا سبب نہیں قرار پاسکتا، کیونکہ کفر و ایمان کا معیار واضح ہے ، اور ان دونوں کا محور ومرکز روشن ہے ، اور وہ توحید و رسالت اور ضروریات دین جیسے وجوب نماز ، روزہ ،حج اور حرمت خمر و میسر جیسی چیزوں کو ماننا ، اور اس کا انکار کرنا ہے ،البتہ قلم اور زبان کو بد تمیزی اور بھونڈی باتوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے ، کیونکہ یہ باتیں ایک مہذب مسلمان جو سیرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ پر عمل پیرا ہے اس کیلئے زیب نہیں دیتی، بہر حال اس کے باوجود اکثر صحابہ صالح اور مصلح تھے، جو لائق احترام اور مستحق اکرام ہیں۔

لیکن اس کے باوجود صحابہ کو جرح وتعدیل (عادل یا غیر عادل ثابت کرنے) کے قواعد پر اس لئے تولا جاتا ہے تاکہ صحیح اور قابل اعتماد سنت سے واقفیت حاصل ہوجائے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول خداؐ کے جانے کے بعد آپ کی طرف بہت زیادہ کذب اور بہتان منسوب کیا گیا، (جیسا کہ یہ بات تمام لوگ جانتے ہیں اور خود رسولؐ نے اس بات کے واقع ہونے کی خبر بھی دی تھی)اور اس بات کے بارے میں دونوں فریق کے علماء حضرات نے اہم کتابیں لکھی ہیں، جیسے سیوطی اور ابن جوزی وغیرہ تاکہ وہ احادیث جو واقعاً رسول سے صادر ہوئیں ہیں ان کے درمیان اور جو حدیثیں گڑھ کر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں ان کے درمیان امتیاز پیدا ہو سکے ۔

۲۰۔ شیعہ؛ امام مہدی منتظر کے وجود کا عقیدہ رکھتے ہیں، کیونکہ اس بارے میں کثیر روایات رسول اسلام سے نقل ہوئیں ہیں کہ وہ اولاد فاطمہؑ سے ہوں گے، اور امام حسین ـ کے نویں فرزند ہیں، کیونکہ امام حسین ـ کے آٹھویں فرزند (آٹھویں پشت میں) امام حسن عسکری ہیں جن کی وفات سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی، اور آپ کو خدا نے صرف ایک بیٹا عنایت کیا تھا جس کا نام محمد تھا چنانچہ آپ ہی امام مہدی ہیں جن کی کنیت ابو القاسم ہے[1]۔

آپ کو مؤثق مسلمانوں نے دیکھا ہے، اور آپ کی ولادت، خصوصیات اور امامت نیز آپ کی امامت پر آپ کے والد کی طرف سے نص کی خبر دی ہے، آپ اپنی ولادت کے پانچ سال بعد لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے، کیونکہ دشمنوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا، لیکن خدا وند متعال نے آپ کو اس لئے ذخیرہ کرکے رکھا ہے تاکہ آخری زمانے میں عدل و انصاف پر مبنی اسلامی حکومت قائم کریں، اور زمین کو ظلم و فساد سے پاک کر دیں بعد اس کے کہ وہ اس سے بھری ہوئی ہوگی ۔

اور یہ کوئی عجیب و غریب بات نہیں کہ آپ کی عمر اس قدر طولانی کیسے ہوگئی؟ کیونکہ قرآن مجید اس وقت بھی حضرت عیسی ـ کے زندہ ہونے کی خبر دے رہا ہے، جبکہ ان کی ولادت کو اس وقت ۲۰۰۵ء سال ہونے چاہتے ہیں، اسی طرح حضرت نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال زندہ رہے اور اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے، اور حضرت خضر نبی ـ بھی ابھی تک موجود ہیں، کیونکہ اللہ تعالی ہر شئ پر قادر ہے، اس کی مشیت پوری ہونے والی ہے، جسے کوئی ٹال نہیں سکتا، کیا اس نے حضرت یونس ـ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا ہے: (فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ * لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ[2]) پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو روز قیامت تک اسی کے شکم میں رہ جاتے ۔ چنانچہ اہل سنت کے اکثر بزرگ اور جلیل القدر علماء امام مہدی (عج) کی ولادت اور

---

[1] عامہ کی صحاح ستہ اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں موجود ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا'' : سیظہرفی آخرالزمان رجل من ذریتی اسمہ اسمی، وکنیتہ کنیتی،یملأ الارض عدلاًوقسطاً کماملئت ظلماًوجوراً آخری زمانے میں میری ذریت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا ، اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی ، وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی

[2] سورۂ صافات، آیت۳ ۱۴، ۱۴۴.

ان کے وجود کے قائل ہیں، اور انھوں نے ان کے اوصاف و والدین کے نام کا ذکر کیا ہے، مثلاً :الف۔ عبد المؤمن شبلنجی اپنی کتاب ''نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار '' میں۔

ب۔ ابن حجر ہیثمی مکی شافعی نے اپنی کتاب ''الصواعق المحرقۃ'' میں کہتے ہیں : ابو القاسم محمد الحجۃ کی عمر ان کے والد کی وفات کے وقت پانچ سال کی تھی لیکن خدا نے اسی سن میں آپ کو حکمت عطا کی اور ان کا نام قائم منتظر ہے ۔

ج۔ قندوزی حنفی بلخی نے اپنی کتاب ''ینابیع المؤدۃ '' میں اس کا تذکرہ کیا ہے جو دور خلافت عثمانیہ ترکی میں (استانہ) سے شائع ہوئی تھی۔

د۔سید محمد صدیق حسن قنوجی بخاری نے اپنی کتاب '' الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ ''میں اسے لکھا ہے ۔ یہ ہیں متقدمین علماء کے اقوال ، اور متاخرین میں سے ڈاکٹر مصطفی رافعی نے اپنی کتاب '' اسلامنا '' میں لکھا ہے،چنانچہ جب انھوں نے مسئلۂ ولادت کی بحث کی ہے تو بڑی طول و تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، اور اس بارے میں ان تمام اعتراضات اور شبہات کے جواب دئے ہیں جو اس مقام پر ذکر کئے جاتے ہیں ۔

۲۱۔ جعفری فرقہ والے لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، اوراپنے مال میں سے زکات و خمس ادا کرتے ہیں، اور مکۂ مکرمہ جاکر ایک بار بطور واجب حج بیت اللہ الحرام کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی مستحب عمرہ وحج ادا کرتے رہتے ہیں، اورنیکیوں کی طرف دعوت دیتے ہیں،اور برائیوں سے روکتے ہیں، اور اولیائے خدا و رسول سے محبت کرتے ہیں، اور خدا و رسول کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہیں ،اور اللہ کی راہ میں ہر اس کافر و مشرک سے جہاد کرتے ہیں جو اسلام کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہو،اور ہر اس حاکم سے جنگ کرتے ہیں، جو قہر و غلبہ کے ذریعہ امت مسلمہ پر مسلط ہوگیا ہے، اور دین اسلام (جوکہ دین حنیف ہے)کی موافقت کرتے ہوئے تمام اقصادی ،سماجی اور گھریلو مشغلوں اور سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں ، جیسے تجارت ، اجارہ ،نکاح،

طلاق، میراث، تربیت و پرورش، رضاعت اور حجاب وغیرہ ۔ اور ان سب چیزوں کے احکام کو اجتہاد کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں، جنھیں متقی اور پرہیزگار علماء ،کتاب، صحیح سنت اوراہل بیت ۲۲۲سے ثابت شدہ احادیث اور عقل و اجماع کے ذریعہ استنباط کرتے ہیں ۔

۲۲۔ اور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام یومیہ فرائض کے اوقات معین ہیں،اور یومیہ نماز کے لئے پانچ وقت ہیں : فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ،اور افضل یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مخصوص وقت میں انجام دیا جائے ،مگر یہ کہ نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو جمع کرکے پڑھاجاسکتاہے ،کیونکہ رسول خدا ﷺ نے کسی عذر ، مرض، بارش اور سفر کے بغیر ان نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا تھا ،جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں نقل ہوا ہے،اور یہ امت مسلمہ کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے خاص طور سے ہمارے زمانے میں ایک فطری اور عام بات ہے ۔

۲۳۔ شیعہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح اذان دیتے ہیں ،البتہ جب جملۂ ''حی علی الفلاح''آتا ہے تو اس کے بعد جملۂ ''حی علی خیر العمل ''بھی پڑھتے ہیں، کیونکہ رسول خدا ﷺ کے دور میں یہ حصہ اذان میں کہا جاتا تھا ،لیکن بعد میں حضرت عمر نے اپنے اجتہاد کی بناپر اس کی یہ علت بتاتے ہوئے کہ چونکہ اس سے مسلمان جہاد کرنے سے رک جائیں گے اس کو اذان سے حذف کر دیا ،ان کا کہنا تھاکہ مسلمان اس سے یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ نماز ہی بہترین عمل ہے،لہٰذا جہاد کی طرف پھر کوئی رغبت نہیں کریگا،اس لئے اسے اذان سے حذف کردیا جائے تو بہتر ہے ۔جیساکہ علامہ قوشچی اشعری نے اپنی کتاب ''شرح تجریدالاعتقاد '' میں اور المصنف میں، کندی، کنز العمال میں، متقی ہندی وغیرہ نے اسے نقل کیاہے۔اس کے علاوہ حضرت عمرنے ایک اورجملہ کااضافہ کیاہے: ''الصلاۃ خیر من النوم ''جبکہ یہ جملہ رسول اسلام کے زمانہ میں نہیں تھا ۔ (دیکھئے : کتب حدیث و تاریخ) جبکہ عبادت اور اس کے مقدّمات اسلام میں شارع کے امر اور اس کے اذن پر موقوف ہیں ،یعنی شریعت میں ہر عمل کیلئے قرآن اور سنت سے نص خاص یا نص عام موجود ہو،اور اگر کسی عمل کی نص نہ ہو تو وہ مردود اور بدعت ہے،جسے اسکے انجام دینے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا ،

کیونکہ عبادت میں کسی چیز کی زیادتی یا کمی ممکن نہیں ہے ،بلکہ تمام شرعی امور میں کسی کی ذاتی رائے کا کوئی دخل نہیں ہے ،البتہ شیعہ حضرات جو ''اشہدان محمداًرسول اللہ'' کے بعد ''اشہد ان علیاً ولی اللہ'' کہتے ہیں تو یہ ان روایات کی بنا پر ہے جو رسول خدا ﷺ اور اہل بیت ۲۲۲سے نقل کی گئی ہیں ، اور ان میں یہ تصریح موجود ہے کہ محمد رسول اللہ کہیں ذکر نہیں ہوا ،یا باب جنت پر نہیں لکھا گیا مگر اس کے ساتھ علی ولی اللہ ضرور تھا ،اور یہ جملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ شیعہ علی کو نبی بھی نہیں سمجھتے چہ جائیکہ وہ آپ کی ربوبیت اور الوہیت کا (العیاذ باللہ) عقیدہ رکھتے ہوں ،لہٰذا توحید و رسالت کی شہادت کے بعد تیسری شہادت(علی ولی اللہ) کہنا جائز ہے ،اس امید میں کہ یہ بھی مطلوب پرور دگار ہو،البتہ اس کو جزء اور وجوب کے قصد سے انجام نہ دے،یہی شیعوں کے اکثر علماء کا فتوی ہے۔

پس یہ زیادتی بغیر قصد جزئیت کے انجام دی جائے گی ،جیسا کہ ہم نے کہا ہے،لہٰذا یہ ایسا نہیں کہ شرع میں اس کی کوئی اصل نہ ہو ،اس لئے یہ بدعت ہے۔

۲۴۔ اور شیعہ زمین اورمٹی یا کنکڑ اور پتھریا زمین کے اجزاء اور نباتات وغیرہ پر سجدہ کرتے ہیں،اور دری ،قالین یا چادر اور کپڑے اور کھائی جانے والی چیزوں اور زیورات پر سجدہ نہیں ہوتا ،کیونکہ اس سلسلے میں کثیر تعداد میں شیعہ و سنی کتابوں میں روایتیں وارد ہوئیں ہیں ،کیونکہ رسول خدا ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ مٹی اور زمین پر سجدہ کرتے تھے ،بلکہ آپ مسلمانوں کو حکم بھی یہی دیتے تھے ، چنانچہ ایک روز جناب بلال نے اپنے عمامے کی کورپر جلا دینے والی گرمی سے بچنے کی بناپر سجدہ کیا ،تورسول اسلام نے بلال کے عمامہ کو پیشانی سے الگ کردیا ،اور فرمایا '' :ترّب جبینک یا بلال '' اے بلال! اپنی پیشانی کو زمین پر رکھو؟اسی طرح کی روایت صہیب اور رباح کے بارے میں نقل کی گئی ہے ،جب فرمایا '' : ترب وجہک یا صہیب !و ترب وجہک یا رباح'' اے صہیب اور اے رباح !اپنی پیشانی کو زمین پر رکھو؟دیکھئے: صحیح بخاری و کنزالعمال یاالمصنف؛ مؤلفہ عبد الرزاق الصنعانی ،یا السجود علی الارض؛ مؤلفہ کاشف الغطاء. اور نبی اکرم نے اس جگہ یہ ارشاد فرمایا :(جیساکہ صحیح بخاری وغیرہ میں آیاہے۔) '' جعلت لی الارض مسجداًوطہوراً ''

میرے لئے زمین کو مسجد اور طاہر و مطہر بنایا گیا ہے ۔اور پھر مٹی پر سجدہ کرنا اور پیشانی کو زمین پر رکھنا یہی خدا کے سامنے سجدہ کرنے کا سب سے مناسطریقہہے، کیونکہ معبود کے سامنے یہی خشوع اور خضوع کا سب سے اچھا طریقہ ہے،اسی طرح خاک پر سجدہ کرنا انسان کو اس کی اصل حقیقت کی یا دلاتا ہے کہ وہ اسی سے وجود میں آیا ہے ،کیا خدا نے نہیں فرمایا : (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى[1]) اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا ہے ،اور اسی میں پلٹا کر لیجائیں گے ،اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے ۔

بیشک سجدہ خضوع کی آخری حد کا نام ہے ، اور خضوع کی آخری منزل مصلے(جائے نماز) فرش ،کپڑے ، اور قیمتی جواہر پر سجدہ کرکے حاصل نہیں ہوتی ،بلکہ بدن کی اشرف ترین جگہ یعنی پیشانی کو پست ترین جگہ یعنی مٹی پر رکھے[2] ۔

البتہ اس مٹی کوپاک ہونا چاہیئے ، اسی طہارت کی تاکید کی بناپر شیعہ لوگ اپنے ساتھ مٹی کا پاک ڈھیلا (جیسے سجدہ گاہ وغیرہ) رکھتے ہیں ،اور بعض اوقات یہ مٹی تبرک کے طور پر مقدسجگہ سے لیتے ہیں ، جیسے زمین کربلا ، جس میں فرزند رسول حضرت امام حسین ۔ شہید کردئے گئے ،جیسا کہ بعض صحابہ مکہ کے کنکڑاور پتھر وغیرہ کو سفر میں سجدے کیلئے اپنے ساتھ رکھتے تھے[3] ۔

البتہ شیعہ نہ اس پر اصرار کرتے ہیں ،اور نہ اس چیز پر ہمیشہ پابند رہتے ہیں ،بلکہ وہ ہر پاک مٹی اور پتھر کے اوپر بغیر کسی اشکال اور تردد کے سجدہ کرتے ہیں ، جیسے مسجد نبوی اور مسجد الحرام کے فرش اور وہاں پر لگے ہوئے پتھر ۔ اسی طرح شیعہ نماز میں اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہیں رکھتے ، کیونکہ رسول اسلام نے نماز میں یہ کام انجام نہیں دیا ،اور یہ بات قطعی نص صریح سے ثابت نہیں ہے ، یہی وجہ ہے کہ سنی مالکی حضرات بھی یہ فعل انجام نہیں دیتے ہیں[4] ۔

---

[1] سورۂ طہ ٥٥.
[2] دیکھئے : المصنف ؛ صنعانی .
[3] دیکھئے : الیواقیت والجواہر؛ شعرانی انصاری مصری، جو دسویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں.
[4] دیکھئے : صحیح البخاری ، صحیح مسلم ، سنن بیہقی. مالکیوں کے رائے سے آگاہی کیلئے دیکھئے : بدایۃ المجتہد ''مؤلفہ ابن رشد قرطبی.

۲۵۔ شیعہ فرقہ وضو میں دونوں ہاتھوں کو اوپر کی جانب سے کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک دھوتے ہیں، اوراس کے برخلاف نہیں کرتے، کیونکہ یہ طریقہ انھوں نے اپنے ائمہ سے اخذ کیا ہے، اور ائمہ ؑ نے اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہے، اور اہل بیت اپنے جد کی باتوں کو دوسروں سے بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ ان کے جد یہ کام کیسے کیا کرتے تھے، جیساکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح انجام دیتے تھے، اور انھوں نے آیۂ وضو کی یہ تفسیر کی ہے کہ ''الیٰ'' آیۂ وضو[1] میں ''مع'' کے معنی میں آیا ہے، جیسا کہ شافعی صغیر نے اپنی کتاب نہایۃ المحتاج میںبھی ذکر کیا ہے اسی طرح یہ لوگ اپنے پیروں اور سر کو دھونے کے بجائے ان کا مسح کرتے ہیں ، جس کا سبب ہم نے اوپر ذکر کیا ہے،اور یہی طریقہ ابن عباس کا تھا جیسا کہ انھوں نے کہا ہے '':الوضو غسلتان،ومسحتان ''اومغولان وممسوحان '' وضو صرف دو چیزوں کا دھونا ہے اور دو ہی چیزوں کا مسح کرنا ہے۔ (دیکھئے : سنن، مسانید ، تفسیر فخر رازی، آیۂ وضو کی تفسیر کے ذیل میں).

۲۶۔ شیعہ کہتے ہیں کہ متعہ (وقتی شادی) کرنا نص قرآنی کی بناپر جائز ہے، کیونکہ خدا ارشاد فرماتا ہے : (فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً[2]) پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انھیں بطور فریضہ دے دے۔یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان رسول کے زمانے میں متعہ کرتے تھے، اور تمام صحابہ عہد خلافت حضرت عمر کے نصف دور تک متعہ کرتے تھے۔کیونکہ متعہ بھی شرعی شادی ہے جو دائمی شادی کے مندرجہ ذیل احکام میں بالکل اسی کی طرح ہے : الف: ۔متعہ میں بھی عورت شوہر دار نہ ہونا چاہیئے، اور صیغوں کا اسی طرح پڑھنا ضروری ہے کہ ایجاب عورت کی جانب سے اور قبول مرد کی طرف سے ہو۔

ب: ۔دائمی شادی کی طرح متعہ میں بھی عورت کو کچھ مال دینا ضروری ہے جسے دائمی شادی میں مہر کہتے ہیں،اور متعہ میں اجر کہتے ہیں،جیساکہ قرآنی نص کے مطابق ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ۔

[1] سورۂ مائدہ ، آیت ۶ .
[2] سورۂ نساء ، آیت ۲۴ .

ج:۔ دائمی شادی کی طرح متعہ میں بھی مرد سے جدا ہونے کی صورت میں عورت پر عدہ رکھنا ضروری ہے۔

د:۔ متعہ میں بھی مفارقت کے بعد عورت پر دائمی عقد کی طرح عدہ ضروری ہے، اسی طرح متعہ سے وجود میں آنے والی اولاد بھی دائمی شادی کی طرح متعہ کرنے والے مرد (باپ) سے ملحق ہوگی، نیز متعہ میں بھی دائمی عقد کی طرح عورت ایک مرد سے زیادہ مردوں سے ایک وقت میں متعہ نہیں کر سکتی ۔

ھ:۔ متعہ میں دائمی عقد کی طرح باپ اور اولاد نیز اولاد اور ماں کو ایک دوسرے کی میراث ملے گی ۔متعہ ؛دائمی شادی سے حسب ذیل چند امور میں فرق کرتا : الف:۔ متعہ میں مدت معین ہوتی ہے، لیکن دائمی شادی میں مدت معین نہیں ہوتی ۔

ب:۔ متعہ والی عورت کا نفقہ مرد پر واجب نہیں ہے،عورت مرد سے میراث لینے کا حق نہیں رکھتی ۔

ج:۔متعہ کرنے والے زوجہ و شوہر کے درمیان میراث نہیں ہوتی ۔

د: ۔ متعہ میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی،بلکہ مقررہ مدتمام ہونے کے بعد یا طرفین کے اتفاق سے بقیہ مدت بخشنے کے بعد خود بخود جدائی ہوجائے گی ۔اس طرح کی شادی کی تشریع کرنے کی چند حکمت ہیں:اولاً:جائز اور مشروط طریقہ سے عورت و مرد کی جنسی احتیاج کا راستہ فراہم کرنا ہے،تاکہ جو لوگ بعض اسباب کی بناپر دائمی شادی نہیں کر سکتے،یا جو لوگ زوجہ کی وفات یا کسی اور سبب کی بنا پر عورت سے محروم ہوچکے ہیں،یا عورت ان اسباب کی بناپر مرد سے محروم ہوگئی ہو،اور یہ لوگ زندگی کو شرافت اور راحت کے ساتھ گزارنا چاہتے ہوں تو متعہ ان کیلئے آسان راستہ ہے ۔ثانیاً:متعہ در اصلسماجی عظیم مشکلات کو حل کرنے کیلئے تشریع کیا گیا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ اخلاقیبرائیوں میں مبتلا نہ ہوپائے ۔

کبھی اس متعہ کے ذریعہ انسان شادی سے پہلے جائز طریقہ سے ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے،(جو ممکن ہے آئندہ کیلئے مفید اور نتیجہ بخش ہو) اور اس کے بعد انسان فعل حرام میں مبتلا ہونےسے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح زنا ، جنسی دباؤ اور رسوائی یا

دوسرے حرام امور میں مبتلا نہ ہو، جیسے مشت زنی،کیونکہ جو ایک زوجہ پر صبر نہیں کر سکتا ، یا اقتصادی او ر معیشتی مشکلات کی بنا پر،یا ایک سے زیادہ عورتوں کا خرچہ نہیں چلا سکتا وغیرہ وغیرہ اور وہ حرام کام بھی نہیں کرنا چاہتا تواس کے لئے یہ آسان راستہ ہے ۔ بہر حال یہ شادی بھی قرآن اور حدیث سے مستند ہے، اور صحابہ نے اس پر ایک زمانے تک عمل کیا ہے،چنانچہ اگر یہ شادی زنا شمار کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا، رسول اور صحابہ نے زنا کو حلال سمجھا ،اور اس کے انجام دینے والے ایک زمانے تک زنا کرتے رہے !!!العیاذ باللہ.مزید یہ کہ اس حکم کا نسخ ہونا بھی معلوم نہیں ہے، کیونکہ اس کا نسخ ہونا کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے،اور نہ کوئی قطعی و صریح دلیل اس پر موجود ہے[۱]۔

بہر حال شیعہ امامیہ اس شادی کو نص قرآن اور سنت رسول کی بناپر مباح سمجھتے ہیں، لیکن دائمی شادی اور تشکیل خانوادہ یعنی اپنا گھر آباد کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ ایسی شادی قوی اور سالم معاشرے کی اساس اور بنیاد ہے، اور موقت شادی کی طرف زیادہ رغبت نہیں رکھتے جسے شریعت میں متعہ کہتے ہیں،اگرچہ (جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ) یہ حلال اور جائز ہے ۔

اور اس مقام پر یہ ذکر کردینا بھی مناسب ہے کہ شیعہ امامیہ (کتاب و سنت اور تعلیم ائمہ اہل بیت ۲۲۲ پر عمل پیرا ہونے کی بناپر)عورت کے حقوق کا احترام کرتے ہیں ،اور انہیں بڑی اہمیت دیتے ہیں ،اور عورت کے مقام و مرتبہ ، ان کے حقوق بالخصوص ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے پر ،ملکیت،نکاح،طلاق، گود لینے اور پرورش کرنے،دودھ پلانے جیسے مسائل کے ساتھ ساتھ ، عبادات اور معاملات کیلئے نہایت اعلی احکام ، جو ان کے ائمہ سے نقل ہوئے ہیں وہ سب ان کی فقہ میں پائے جاتے ہیں .

۲۷۔ شیعہ جعفری فرقے زنا ، لواط، سود خوری، نفس محترمہ کا قتل ، شراب نوشی ، جوا ،بلوہ وبغاوت ، مکروفریب بازی،دھوکہ دھڑی ،ذخیرہ اندوزی،ناپ تول میں کمی کرنا ، غصب ، چوری ، خیانت ، کینہ و کھوٹ، رقص و غنا ، اتہام ،بہتان ، تہمت ، چغل خوری ، فساد

[۱] اس سلسلے میں ان تمام احادیث کی طرف رجوع کیا جائے جو مختلف اسلامی مذاہب کی کتب صحاح وسنن اورمعتبر مسانید میں نقل کی گئی ہیں

پھیلانا ، مومن کواذیت دینا ، غیبت کرنا ،گالم گلوج ،کذب و بہتان اور ان کے علاوہ تمام گناہان کبیرہ و صغیرہ کو حرام جانتے ہیں،اور ہمیشہ ان گناہوں سے دور رہتے ہیں اور حتی الامکان ان سے اجتناب کرنے کی کوشش کرتے ہیں،اور ان کو پھیلنے سے روکنے کیلئے ہر ممکن وسائل بروئے کار لاتے ہیں، جیسے تصنیف و تالیف،کتابوں کی نشر و اشاعت کرنا ،اخلاقی اور تربیتی رسالے، مجالس،اجتماع اور جلسے وغیرہ قائم کرنا ،یانماز جمعہ کے خطبے اور دوسری چیزیں وغیرہ ۔

۲۸۔ اخلاقی فضائل اور مکارم اخلاق کی نہایت اہمیت دیتے ہیں ،اور موعظہ وغیرہ سے عشق کرتے ہیں، اور ان کے سننے کیلئے دلچسپی سے حاضر ہوتے ہیں،اور اس کے لئے اپنے گھروں، مسجدوں، پارکوں اور میدانوں میں جلسے، مجالس اور اجتماعات مناسبت یا غیر مناسبت کے مواقع پر منعقد کرتے ہیں،اسی بنا پر عظیم فوائد و مطالب پر مشتمل وہ دعائیں پڑھتے ہیں جو اس سلسلے میں رسول اسلام اور اہل بیت عصمت و طہارت سے نقل ہوئی ہیں، جیسے دعائے کمیل ، دعائے ابو حمزہ ، دعائے سمات، دعائے جوشن کبیر ، دعائے مکارم اخلاق، دعائے افتتاح، (جوماہ رمضان میں پڑھی جاتی ہے) وہ ان ادعیہ اور رفیع مضامین پر مشتمل مناجات کو نہایت خشوع وخضوع اور ایک خاص گریہ و زاری کے ساتھ پڑھتے ہیں، کیونکہ یہ دعائیں نفس کو پاکیزہ بناتی ہیں اوران کے ذریعہ انسان اللہ سے قریب ہوتا ہے ۔یہ تمام دعائیں موسوعتا لادعیہ (معجم ادعیہ) میں جمع کی گئی ہیں، اسی طرح یہ کتب ادعیہ میں بھی موجود ہیں جو ان کے درمیان رائج ہیں۔

۲۹۔ اور شیعہ نبی اکرم ﷺ، اہل بیت ۲۲۲ اور آپ کی پاک ذریت جو جنت البقیع اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں ان کی قبروں کا احترام کرتے ہیں، جن میں امام حسن مجتبی، امام زین العابدین، امام محمد باقر ،اور امام جعفر صادق ۲۲۲ہیں۔اور نجف اشرف میں امام علی ۔ کا مرقد ہے،اور کربلا میں امام حسین ۔ اور آپ کے بھائی،آپ کی اولاد اورآپ کے چچا کی اولاد اور آپ کے اصحاب و انصار (جو آپ کے ساتھ یوم عاشورہ شہید ہوئے تھے)کی قبریں ہیں۔ اور سامرہ میں امام ہادی (علی نقی)،امام حسن عسکری کے روضے ہیں،اور کاظمین میں امام جواد اور امام کاظم ۲۲۸ کے مراقد جو سب کے سب عراق میں ہیں،اور ایران کے شہر مشہد میں

امام رضا ۔ کا مرقد ہے،اور قم و شیراز (ایران) میں ان اماموں کے بیٹوں اور بیٹیوں کے مرقد ہیں،اور دمشق (شام) میں کربلا کی شیر دل خاتون جناب سیدہ زینب کا روضہ ہے،اور قاہرہ مصر میں مرقد سیدہ نفیسہ ہے (یہ بھی کریمۂ اہل بیت ہیں) ۔

بہر حال ان تمام روضوں اور مقبروں کا احترام کرنا رسول کے پاس و لحاظ کی بنا پر ہے،کیونکہ ہر شخص اپنی اولاد میں باقی اور محفوظ رہتا ہے،اور کسی کی اولاد کا اکرام کرنا خود اس کا احترام کرنے کے برابر ہے،جیسا کہ قرآن کریم نے آل عمران،آل یٰسین،آل ابراہیم اور آل یعقوب ، کی مدح فرمائی ہے ، اور ان کی قدر و منزلت کو رفیع قرار دیا ہے حالانکہ ان میں سے بعض انبیاء بھی نہیں تھے ۔ (ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ[1])

یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے ۔اسی لئے قرآن مجید نے ان پر اعتراض نہیں کیا، جن لوگوں نے یہ کہا تھا : (لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِداً[2])انھوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے ۔یعنی ہم اصحاف کہف کے مراقد پر مسجد بنائیں گے،تاکہ ان کے پاس خدا کی عبادت کی جائے ،اور اللہ نے ان کے عمل کو شرک نہیں کہا ،کیونکہ مسلمان مؤمن صرف اللہ ہی کیلئے رکوع، سجدہ اور عبادت کرتا ہے،اور وہ ان پاک و مطہر اولیاء کی ضریح کے قریب صرف اس لئے جاتا ہے کیونکہ ان اولیاء کی وجہ سے وہ مکان مقدس ہوگیا ہے،جیسے ابراہیم ۔ کی بنا پر مقام ابراہیم کو قداست و کرامت حاصل ہے،چنانچہ خدا فرماتا ہے : (وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى[3])اور حکم دے دیا کہ مقام ابراہیم کو مصلے بناؤ ۔ پس جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ ایسا نہیں ہے کہ وہ مقام ابراہیم کی عبادت کرتا ہے ،یا جو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے، وہ انھیں اللہ سمجھ کر نہیں آیا ہے کہ وہ ان دونوں پہاڑوں کی عبادت کر رہا ہو،بلکہ یہ اس لئے ہے کہ اللہ نے ان کو اپنی عبادت کے لئے مبارک و مقدس جگہ قرار دیا ہے،نتیجۃً وہ بھی آخر میں اللہ کی

---

[1] آل عمران ، آیت ۳۴.
[2] کہف ، آیت ۲۱.
[3] سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۵ .

طرف منسوب ہیں بیشک معین ایام اور جگہیں مقدس ہیں، جیسے یوم عرفہ، منی و عرفات کا میدان، اور ان کی قداست کی وجہ ان کا اللہ کی طرف منسوب ہونا ہے۔

۳۰۔ اسی سبب کی بنا پر شیعہ بھی (دیگر مسلمین کی طرح) شان رسول اکرم ؐو آل رسول کے محافظ اوراس کا ادراک کرنے والے ہیں اہل بیت رسالت ؑ کے مبارک روضوں کی بڑے اہتمام سے زیارت کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کی تکریم ہو، اور ان سے عبرت حاصل کریں، اور ان کے ساتھ پھر سے عہد کریں، اور اس اقدار کی مزید پابندی کریں جس کیلئے انھوں نے جہاد کیا،اور اسی کی حفاظت میں شہید ہوگئے، کیونکہ ان مشاہد مقدسہ کے زائرین اپنی زیارتوں میں اہل مراقد کے فضائل اور ان کے جہاد ہی کا ذکر کرتے ہیں یا انھوں نے جو نمازیں قائم کیں اور زکاۃ ادا کی اس کا تذکرہ رتے ہیں، نیز انھوں نے اس راستہ میں جو اذیتیں اور مشقتیں اٹھائیں ہیں ان کو بیان کرتے ہیں،جیساکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مظلوم ذریت سے جو ہمدردی تھی اس کی وجہ سے آپ نے بھی ان کا غم منایا ہے،جیساکہ: جناب حمزہ کی شہادت پر آنحضرت نے فرمایا'' :ولٰکن حمزۃ لا بواکی لہ ''ہائے حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں ؟!جیسا کہ کتب تاریخ و سیرت میں نقل کیا گیا ہے۔

کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عزیز بیٹے ابراہیم کی موت پر گریہ نہیں کیا ؟ کیا آپ بقیع میں قبروں کی زیارت کرنے نہیں جاتے تھے ؟ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا '' :زوروا القبور فانہا تذکرکم بالآخرۃ[1] ''قبروں کی زیارت کرو کیونکہ ان کی زیارت تمھیں آخرت کی یاد دلاتی ہے ۔بیشک ائمہ اہل بیت ؑ کی قبروں کی زیارت اور ان کی سیرت طیبہ اور راہ خدا میں ان کے جہادی کارنامے آئندہ نسل کو ان عظیم قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جو ان ذوات مقدسہ نے اسلام اور مسلمین کے راستے میں پیش کی ہیں،اس سے ان کے اندر راہ خدا میں شہادت،شجاعت و جواں مردی اور ایثار و قربانی کی روح بیدار ہوتی ہے ۔

---

[1] سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۵ .

بیشک یہ عمل انسانیت ، تہذیب و تمدن اور عقل کے عین مطابق عمل ہے ، کیونکہ تام سبکی شافعی کی کتاب ؛شفاء السقام،ص۱۰۷پراور اسی کی مثل سنن ابن ماجہ جلد۱، صفحہ ۱۷۱، میں نقل ہوا ہے۔امتیں اپنے بزرگوں اور تہذیب و تمدن کے بانیوں کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں اور ان سے مربوط تاریخوں کو بہر صورت اور ہر حال میں باقی رکھنے کی کوشش کرتی ہیں، کیونکہ یہ ان کی عزت اور افتخار کا باعث ہوتی ہیں، اور ان کے ذریعہ امتوں کا رجحان ان کی اقدار کے بارے میں ا ور ان کی اہمیت کے بارے میں اورزیادہ ہوتا ہے ۔ یہی وہ چیز ہے جسے قرآن مجید نے چاہا ہے جب اس نے اپنی آیات میں انبیاء، اولیاء، صالحین اور ان کے حالات کا بڑے اہتمام کے ساتھ تذکرہ کیا ہے ۔

۳۱۔ شیعہ رسول اکرمؐ اور ان کی پاک آل سے شفاعت طلب کرتے ہیں، اور ان کو خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت، طلب حاجات، اور مریضوں کی شفایابی کیلئے، وسیلہ قرر دیتے ہیں، کیونکہ قرآن مجید نے اس بات کو نہ صرف یہ کہ بہتر قرار دیا ہے، بلکہ اس نے اس کی طرف واضح انداز میں دعوت بھی دی ہے : (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا[1])

اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کیلئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے ۔یا یہ فرمایا : (وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ[2]) اور عنقریب تمھارا پروردگار تمھیں اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہوجاؤ۔اور اس سے مرادمقام شفاعت ہے ۔ یہ بات کیسے معقول ہے کہ ایک جانب رسول اکرمؐ کو خدا گنہگاروں کی شفاعت کیلئے مقام شفاعت اور صاحبان حاجات کیلئے مقام وسیلہ عنایت فرما دے اور دوسری طرف لوگوں کو منع فرمائے کہ ان سے شفاعت طلب نہ کریں؟! یا نبی اکرم پر حرام قرار دیدے کہ آپ اس مقام سے کوئی استفادہ نہ کریں ؟ !

[1] سورۂ نساء ، آیت۶۴.
[2] سورۂ ضحی ، آیت ۵ .

کیا خدا نے اولاد یعقوب کا یہ قصہ ذکر نہیں فرمایا ہے کہ جب انھوں نے اپنے والد سے شفاعت طلب کی، اور اس طرح کہا : (یا اَبانا استَغفِر لَنا ذُنُوبَنا اِنّا کُنّا خاطِءِین[1]) بابا جان اب آپ ہمارے گناہوں کیلئے استغفار کریں ہم یقیناً خطا کار تھے ۔ تو معصوم اور کریم نبی نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ ان سے یہ فرمایا : (سَوفَ اَستَغفِرُ لَکُم رَبّی[2]) میں عنقریب تمھارے حق میں اپنے پروردگار سے استغفار کروں گا ۔ یہ دعوی کوئی نہیں کر سکتا ہے کہ نبی اور ائمہ ؑ مر گئے ہیں لہٰذا ان سے دعا طلب کرنا مفید نہیں ؟ کیونکہ انبیاء اور خاصان خدا زندہ رہتے ہیں خاص طور سے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے بارے میں خدا نے یہ ارشاد فرمایا : (وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّۃً وَسَطاً لِتَکُوْنُوا شُہَداءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْداً[3])اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے، تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمھارے اعمال کے گواہ رہیں ۔

اس آیت میں ''شہیداً '' کے معنی شاہد ہیں ۔ اور دوسری جگہ فرمایا : (وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُولُہُ وَالْمُؤمِنُونَ[4] اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمھارے عمل کو اللہ ،رسول اور صاحبان ایمان سب دیکھ رہے ہیں ۔ یہ آیتیں روز قیامت تک چاند، سورج اور رات و دن کی طرح جاری و ساری رہیں گی، لہٰذا رسول اسلام اور آپ کی پاک آل لوگوں پر گواہ ہیں، اور شہداء زندہ ہیں جیسا کہ خدا نے اپنی کتاب عزیز میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ کہا ہے ۔

۳۲۔ شیعہ جعفری فرقہ نبی اور ائمہ کی ولادت پر محفل اور خوشی کے پروگرام کرتے ہیں، اور ان کی وفات پر ماتم و عزا کرتے ہیں، اور ان پروگراموں میں ان کے فضائل اور مناقب اور ان کی ہدایت بخش سیرت و کردار کا ذکر کرتے ہیں، جو صحیح نقل کے ذریعہ ان تک پہنچی ہے ،اور یہ سب قرآن کی اتباع میں کرتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے بار بار نبی اکرم اور دیگر نبیوں کے مناقب ذکر کئے ہیں، اور انھیں سراہا ہے ،اور تمام لوگوں کے اذہان کو؛ تاسی،اقتداء ،عبرت اور ہدایت حاصل کرنے کی خاطر اس کی طرف متوجہ کیا ہے

[1] سورۂ یوسف ، آیت ۹۷ .
[2] سورۂ یوسف ، آیت،۹۸ .
[3] سورۂ بقرہ ، آیت۱۴۳ .
[4] سورۂ توبہ ، آیت ۱۰۵ .

۔ شیعہ ان محفلوں میں حرام افعال انجام دینے سے پرہیز کرتے ہیں، جیسے عورت اور مردوں کا آپس میں مخلوط ہونا، حرام چیزوں کا ان محفلوں میں کھانا پینا اور مدح و ثنا کرنے میں غلو کرنا[۱]۔ یا اسی قسم کے دوسرے نا مناسب افعال انجام دینا جو روح شریعت کے خلاف ہیں، اور ان میں شرعی مسلم حدود کا خیال نہ رکھا جائے، یا ایسی چیز جس کے لئے قرآن اور صحیح حدیث کی تائید نہ ہو، یا کتاب و سنت سے استنباط کیا ہوا کوئی کلی قاعدہ صادق نہ ہوتا ہو۔

۳۳۔ شیعہ جعفری فرقہ ایسی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں جو احادیث رسول اکرم اور اہل بیت عصمت و طہارت ۲۲۲ کی روایات پر مشتمل ہیں، جیسے ''الکافی'' مؤلفہ ثقۃ الاسلام شیخ کلینی. ''من لا یحضرہ الفقیہ ''مؤلفہ شیخ صدوق. ''استبصار'' اور ''تہذیب'' مؤلفہ شیخ طوسیؒ ان کے یہاں یہ حدیث کی اہم کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں اگرچہ صحیح احادیث پر مشتمل ہیں، لیکن نہ ان کے مؤلفین و مصنفین اور نہ ہی شیعہ فرقہ ان تمام احادیث کو صحیح قرار دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شیعہ فقہاء ان کی تمام احادیث کو صحیح نہیں جانتے، بلکہ وہ صرف انھیں احادیث کو قبول کرتے ہیں جو ان کے نزدیک شرائط صحت پر کھری اترتی ہوں، جو علم درایہ، رجال اور قوانین حدیث پر پوری نہیں اترتی ہیں ان کو ترک کر دیتے ہیں۔

۳۴۔ اسی طریقہ سے شیعہ (عقائد، فقہ اور دعا و اخلاق کے میدان میں) دوسری کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں، جن میں ائمہ ۲۲۲ سے مختلف قسم کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں، جیسے نہج البلاغہ، جسے سید رضیؒ نے تالیف کیا ہے، اور اس میں امام علی ۔ کے خطبے، خطوط، اور حکمت آمیز مختصر کلمات موجود ہیں، اور اسی طرح امام زین العابدین علی بن الحسین ۲۲۸ کا ''رسالۂ حقوق'' اور ''صحیفۂ سجادیہ'' یا امام علی ۔ کا ''صحیفۂ علویہ'' اور دیگر کتابیں جیسے عیون اخبار رضا، التوحید، خصال، علل الشرائع اور معانی الاخبار ؛ مؤلفہ شیخ صدوق وغیرہ۔

۳۵۔ شیعہ جعفری فرقہ بعض اوقات ان صحیح احادیث رسول سے بھی بغیر کسی تعصب و کینہ یا نخوت و تکبر کے استناد کرتا ہے جو اہل

---

[۱] غلو کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کو الوہیت اور ربوبیت کا درجہ دیدیں ، یا یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کسی کام کے انجام دینے میں مشیت الٰہی اور اذن خدا کے بغیر اسے انجام دیتا ہے ، جیسا کہ یہود و نصاری انبیاء کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں.

سنت والجماعت بھائیوں کی کتابوں میں مختلف مقامات پر نقل کی گئی ہیں، جس کی گواہ شیعوں کی وہ قدیم اور جدید کتابیں ہیں، جن میں صحابہ کرام،ازواج نبیؐ، رسول کے مشہور صحابہ اور اکابرراویوں سے حدیثیں نقل ہوئی ہیں،جیسے ابو ہریرہ ، انس وغیرہما، البتہ ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ وہ قرآن مجید اور دیگر صحیح حدیث سے متعارض نہ ہو،اور نہ ہی عقل محکم (سالم)اور اجماع علماء کے مخالف ہو ۔

۳٦ ۔ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو دور قدیم و جدید میں جن مشکلات، جانی یا مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے ،وہ صرف ان دو چیزوں کا نتیجہ ہیں : ا۔اہل بیت ۲۲۲ کو بھلا دینا جبکہ وہ در حقیقت قیادت کی لیاقت اور صلاحیت رکھتے تھے، اسی طرح ان کے ارشادات و تعلیمات کو بھلا دینا، بالخصوص قرآن مجید کی تفسیر ان سے ہٹ کر بیان کرنا ۔

۲۔ اسلامی فرقوں اور مذاہب کے درمیان اختلاف، تفرقہ، اور لڑائی، جھگڑے ۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ فرقہ ہمیشہ ملت اسلامیہ کی صفوں کے درمیان وحدت قائم چنانچہ اس راستہ میں شیعہ جعفری فقہاء، ابتدائی صدیوں سے ہی اپنی فقہی ، تفسیری اور کلامی کتابوں میں غیر شیعہ فقہاء کے نظریات کا ذکر کرتے آئے ہیں ، جیسے شیخ طوسی کی کتاب فقہ میں ''الخلاف ''شیخ طبرسی کی کتاب تفسیر میں ''مجمع البیان ''جن کی تعریف ازہر یونیورسٹی کے بزرگ علماء نے کی ہے ۔ یا علم کلام میں نصیر الدین طوسی کی کتاب ''تجرید الاعتقاد ''، جس کی تشریح عالم اہل سنت علاء الدین قوشچی اشعری نے کی ہے ۔

۳۷ ۔ شیعہ جعفری فرقہ کے بزرگ علماء تمام اسلامی مختلف مذاہب کے علماء کے درمیان فقہ، عقائد اور تاریخی موضوعات میں گفتگو اور تبادلۂ خیال کی ضرورت پر زور دیتے ہیں،اور دور حاضر کے مسلمانوں کے مسائل کے درمیان تفاہم کی تاکید کرتے ہیں، اور تہمت و اتہام کے تیروں اور دشنام بازی سے فضا کو زہر آلود کرنے سے حتی الامکان اجتناب کرتے ہیں ،تاکہ اسلامی ملت کے درمیان جو

---

[1] یہاں پر اس بات پر توجہ کرنا ضروری ہے کہ شیعہ امامیہ بھی اہل سنت ہیں، کیونکہ شیعہ ہی جو سنت نبوی میں وارد ہوا ہے ، اسے قولاً ، عملاً تسلیم کرتے ہیں، اور ان میں وہ وصیتیں ہیں جو رسول نے اہل بیت کے حق میں کیں، اور شیعہ ان پر کما حقہ عمل پیرا ہیں ، اور اس بات کی گواہی شیعہ کے عقائد ، ان کی فقہ ، اور ان کی حدیثوں کی کتابیں اس بات پر بہترین شاہد ہیں ، اور اس سلسلے میں ابھی آخر میں ایک مفصل موسوعہ (معجم) بھی دس جلدوں میں شائع ہوئی ہے ، جس میں رسول اسلام کی شیعہ منابع و مصادر سے روایتوں کو جمع کیا گیا ہے، جس کا نام" سنن النبی "ہےکرنے کی دعوت دیتا ہے، اور تمام لوگوں کی طرف پیار و دوستی اور بھائی چارگی کا ہاتھ بڑھاتاہے ،اور اس کے ساتھ ساتھ ان فرقوں و مذاہب کے احکام اور ان کے نظریات اور ان کے علماء کے اجتہاد کا بھی احترام کرتا ہے -

فاصلہ موجود ہے اور اس کی وجہ سے وہ متعدد حصوں میں بٹی ہوئی ہے ، اس میں ایک منطقی قربت کی فضاء ہموار ہو، تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا راستہ بند ہوجائے ، جو ہمارے درمیان ایسی دراروں کی کھوج میں رہتے جن کے ذریعہ وہ بغیر کسی اسثناء کے تمام مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔اور اسی وجہ سے شیعہ فرقہ کسی بھی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر نہیں کہتا ، کیونکہ شیعوں کا فقہی مذہب اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کافر وہ ہوتا ہے جس کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو،شیعہ اہل قبلہ سے دشمنی نہیں کرتے اور نہ ان پر قہر و غلبہ اور جبر و اکراہ پسند کرتے ہیں اور شیعہ تمام اسلامی فرقوں او رمذاہب کے علماء کے اجتہاد کا احترام کرتے ہیں ، اور جو شخص کسی دوسرے مذہب سے شیعہ مذہب میں آیا ہے اسکے تمام اعمال کو مسقطِ تکلیف اور اسے بری الذمہ سمجھتے ہیں ، کیونکہ جب اس نے اپنے مذہب کے مطابق نماز ، روزے ، حج، زکاۃ ،نکاح ، طلاق اور خرید و فروخت وغیرہ جیسے امور انجام دئے ،لہٰذا گزشتہ فرائض کی قضا واجب نہیں ، اسی طرح اس کے لئے تجدید نکاح وطلاق واجب نہیں ، البتہ شرط یہ ہے کہ مذہب کے مطابق جاری ہوئے ہوں ۔ اسی طرح شیعہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بالکل اسی طرح رہتے ہیں جیسے کہ اگر وہ ان کے بھائی اور رشتہ دار ہوتے تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ایسے ہی رہتے ۔

لیکن شیعہ استعماری فرقوں کی تائید و تصدیق نہیں کرتے ہیں، جیسے بہائیت ، بابیت اور قادیانی یا اس کی مانند دوسرے فرقے ،بلکہ شیعہ ان کی مخالفت کرتے ہیں،اور ان سے محاربہ کرتے ہیں اور ان سے ہر قسم کے رابطہ کو حرام قرار دیتے ہیں ۔شیعہ (بعض اوقات نہ کہ ہمیشہ) تقیہ کرتے ہیں ، جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مذہب اور عقیدہ کو (کسی سبب کی بنا پر) پوشیدہ کیا جائے ، اور یہ تقیہ نص قرآنی کے مطابق ایک جائز امر ہے ، اور اس پر تمام اسلامی مذاہب عمل کرتے ہیں البتہ جب کسی دشمن کے درمیان پھنس جائے (اور اظہار عقیدہ کی صورت میں یقینی طور پر خطرہ موجود ہو) تو تقیہ کیا جاسکتا ہے ،اور یہ دو سبب کی بنا پر ہوتا ہے : ا۔ اپنی جان کی حفاظت کی خاطر تاکہ اس کا خون رائیگاں نہ بہہ جائے ۔

۲۔ وحدت مسلمین باقی رہے ،اور ان کے درمیان اختلاف و افتراق پیدا نہ ہو۔

۳۸۔ شیعہ فرقہ سمجھتا ہے کہ آج مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کا سبب فکری، ثقافتی، علمی اور ٹکنالوجی کے میدان میں ان کا آپس میں اختلاف و تفرقہ ہے، اور اس کا علاج یہ ہے کہ خود مسلمان مرد اور عورتوں کے شعور کو بلند کیا جائے اوران کی فکری، ثقافتی اور علمی سطح کی ترقی کیلئے علمی مراکز قائم کئے جائیں، جیسے یونیورسٹیاں، مدارس، ادارے، اور جدید علوم کے نتائج اور تجربات سے اقصادی، آباد کاری، صنعت و حرفت کی مشکلات کو رفع کیا جائے، اور مسلمانوں کو میدان عمل اور خوشحال زندگی کی سرگرمیوں میں لانے کیلئے ان کے درمیان اطمینان و وثوق کی فضا پیدا کی جائے، تاکہ ان میں استقلال اور خود اعتمادی پیدا ہو سکے اور دوسروں کی خوش آمد اوران کی اتباع سے محفوظ رہیں، اسی لئے شیعہ حضرات جہاں سے بھی گزرے اور جس جگہ سکونت اختیار کی وہاں انھوں نے علمی اور تعلیمی مرکزوں کی بنیاد رکھی، اور مختلف علمی میدانوں میں ان کے ماہرین کی تربیت کیلئے ادارے قائم کئے، اسی طرح انھوں نے ہر ملک اور شہر کی یونیورسٹیوں اور دینی مدارس میں داخلے لئے جس کے نتیجے میں وہاں سے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلی درجہ کے علماء اور اہل فن تعلیم سے فارغ ہوئے، اور جس کے بعد انھوں نے باقاعدہ علمی مرکزوں تک رسائی حاصل کی اور قابل قدر خدمات چھوڑیں۔

۳۹۔ شیعہ فرقہ اپنے علماء اور فقہاء سے تقلید کے ذریعہ ہمیشہ رابطہ میں رہتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے فقہی مشکلات میں ان علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اپنی زندگی کے تمام مسائل میں ان علماء کی رائے پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ فقہاء (ان کے عقیدے کے مطابق) آخری امام کے وکیل ہیں، اور اس کے عام نائب ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اپنے امور معاش و اقصاد میں سرکاری حکومتوں پر اپنا دارو مدار نہیں رکھتے، اسی لئے ان کے علماء حضرات اس عظیم فرقے کے افراد کے درمیان وثاقت اور اعتماد کے عظیم اور عالی مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ اور اس فرقہ کے دینی علمی مدارس (جو علماء سازی کے مراکز ہیں) خمس و زکاۃ کے اموال سے اپنی اقصادی حاجات کو پورا کرتے ہیں، جنھیں لوگ اپنے دلی میل و رغبت کے ساتھ، فقہاء کے حوالے کرتے ہیں، اور اسے نما

ز و روزے کی طرح ایک شرعی وظیفہ سمجھتے ہیں۔ اور شیعہ امامیہ کے نزدیک اپنی درآمد کے منافع (بجٹ)سے خمس نکالنا واجب ہے، جس پر واضح دلیلیں موجود ہیں،اور اس بارے میں کچھ روایات صحاح اور سنن میں بھی نقل ہوئی ہیں[۱]۔

۴۰۔ شیعہ امامیہ فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کا حق یہ ہے کہ ان اسلامی حکومتوں سے فائدہ اٹھائیں، جو کتاب و سنت کے مطابق عمل کرتی ہیں،اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں،اور دوسری حکومتوں سے مناسب اور مسالمت انداز میں رابطہ قائم کرتی ہیں، اوراپنی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہیں،اور مسلمانوں کے ثقافتی،اقتصادی اور سیاسی استقلال کیلئے کوشاں رہتی ہیں،تاکہ مسلمان با عزت رہ سکیں،جیسا کہ اللہ تعالی نے چاہاہے:(وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ[۲]) اور عزت صرف خدا اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے۔

اور خدا نے فرمایا : (وَلَاتَہِنُوْاوَلَاتَحْزَنُوْاوَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ[۳]) خبردار سستی نہ کرنا اور مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحب ایمان ہو۔اور شیعہ فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام (کیونکہ وہ کامل اور جامع دین ہے اس لئے) کے پاس حکومتی نظام سے متعلق ایک دقیق راہ و روش اور دستور العمل موجود ہے،لہٰذا عظیم ملت مسلمہ کے علماء پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کامل نظام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے باہم بیٹھ کر گفتگو کریں تاکہ اس امت کو پریشان حالی اور سرگردانی اور کبھی تمام نہ ہونے والی مشکلات سے باہر نکالیں اور اللہ ہی ناصرومددگارہے۔

(اِنْ تَنْصُرُوْااللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ[۴]) اگر تم نے خدا کی مدد کی تو خدا تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا ۔ یہ شیعہ امامیہ(جسے جعفری فرقہ بھی کہا جاتاہے) کے نزدیک؛عقائد اور ان شریعت کے اہم خدو خال تھے جنھیں میں نے آپ کے سامنے بالکل واضح اور روشن سطروں میں پیش کردیا ۔اس فرقہ کے لوگ اس وقت اپنے دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ

---

[۱] بحث خمس سے متعلق شیعہ فقہاء کی استدلالی اور استنباطی کتابیں ملاحظہ فرمائیں .
[۲] سورہ منافقین ، آیت ۸ .
[۳] سورۂ آل عمران ، آیت ۱۳۹ .
[۴] سورہ محمد ،۷

تمام اسلامی ممالک میں زندگی بسر کرتے ہیں ، اور مسلمانوں کی عزت وآبرو ، اور ان کے سماج اور معاشرے کی حفاظت کے لئے حریص ہیں، اور اس راہ میں اپنی جان ومال اور شخصیت تک کو قربان کرنے کیلئے آمادہ نظر آتے ہیں ۔